تصویر میں نظر آنے والی کھلی دیوار کو اہل اسلام دیوار براق کہتے ہیں، جناب نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات یہاں اپنی سواری براق کو باندھا تھا، یہودیوں نے یہاں قائم مسجد براق شہید کردی اور مسلمانوں کے مکانات گرا کر اپنے رونے دھونے کی جگہ بنالی اور اس کا نام دیوار گریہ رکھ دیا۔ مسلمانوں کو اس نام کی بجائے اصل نام دیوار براق لینا چاہیے۔

مسجد اقصیٰ

تاریخی اہمیت

حافظ انجینیر نوید احمد حفظہ اللہ

ریکٹر قرآن اکیڈمی

انجمن خدام القرآن

سندھ، کراچی رجسٹرڈ

نام کتاب	:	مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت
مؤلف	:	حافظ انجینیر نوید احمد حفظہ اللہ
ناشر	:	مدیر مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی مرکزی دفتر: B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی فون: 7-34993436-21-92+
مقام اشاعت	:	شعبۂ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی' بلاک 9 'فیڈرل بی ایریا، کراچی فون: 36806561-21-92+
ای میل	:	Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ	:	www.QuranAcademy.com
طبع سوم	:	جمادی الاولیٰ 1436ھ مارچ 2015ء

دیگر مکتبہ جات

KARACHI:
Phones : (+92-21) 3534 00 22, 3633 73 46

LAHORE:
Phones : (+92-42) 3584 50 90,3636 66 38

ISLAMABAD :
Phones : (+92-51) 443 44 38&443 54 30

FAISALABAD :
Phone : (+92-41) 262 42 90

PESHAWAR :
Phones : (+92-91) 221 44 95,226 29 02

MULTAN :
Phones : (+92-61) 52 10 70, 814 92 12

QUETTA :
Phone : (+92-81) 284 29 69

JHANG :
Phone : (+92-47) 763 08 61

HYDERABAD :
Phone : (+92-22) 265 29 57

SUKKUR :
Phone : (+92-71) 563 10 74

GUJRANWALA :
Phones : (+92-55) 301 55 19, 389 16 95

HAROONABAD :
Phone : (+92-63) 225 11 04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد:

قارئین کرام! اس وقت آپ کے ہاتھوں میں بانیٔ انجمن خدام القرآن حضرت ڈاکٹر اسرار احمد نور اللہ مرقدہ کے ایک قابل فخر شاگرد رشید، استاذ الاساتذہ، ربع صدی سے زائد دورۂ ترجمۂ قرآن کی خدمت انجام دینے والے، دو درجن سے زائد موضوعاتِ قرآنی پر تصنیفات کے مصنف اور سینکڑوں افراد کے مربی، حافظ انجینیر نوید احمد صاحب حفظہ اللہ کی تالیف ہے — جو بیش از بیش موضوعات پر کثیر قرآنی حوالوں سے مزین تحریر کا خاصہ رکھتے ہیں۔

پیش نظر کتاب ''مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت'' من جملہ دیگر کتب کے آپ کی خدماتِ قرآنی کی ایک اہم کڑی ہے، جسے انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کا شعبۂ مطبوعات شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

شعبۂ مطبوعات قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کے ناظم جناب قاری عبدالرحمٰن صاحب نے اسے مزید معلوماتی تصاویر سے مزین کرنے اور نئے سرورق اور بہتر معیار کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین اس کتاب کو اپنے علمی اور جمالیاتی ذوق کے مطابق پائیں گے۔ ان شاء اللہ

آخر میں اہل نظر، ارباب ذوق سے استدعا ہے کہ وہ کوئی تسامح دیکھیں تو ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

راقم

اویس پاشا قرنی

مدیر

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

مسجدِ اقصیٰ کی تاریخی اہمیت

مسجدِ اقصیٰ کے حوالے سے ایک غلط فہمی ہے' جو اکثر و بیشتر تحریر و تقریر میں نظر آتی ہے۔ عام طور پر اِسے قبلہ اوّل کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ مسجدِ حرام قبلہ اوّل ہے اور اب قیامت تک یہی قبلہ رہے گا۔ درمیان میں کچھ عرصہ کے لیے مسجدِ اقصیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش کے لیے قبلہ کی حیثیت دی تھی۔ پھر تحویلِ قبلہ کے حکم کے ذریعہ دوبارہ مسجدِ حرام کو قبلہ بنا دیا گیا۔ مسجدِ حرام کے قبلہ اوّل ہونے کا ذکر قرانِ حکیم اور حدیث نبوی ﷺ دونوں میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ (۱)

''بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں (کی عبادت) کے لیے یقیناً وہ مکہ میں ہے''۔

صحیح بخاری میں ارشادنبوی ہے:

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلَ؟ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰی قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَھُمَا؟ قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ قَالَ حَیْثُمَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلَاۃُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ (۲)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اِس روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا'' مسجدِ حرام''۔ میں نے پوچھا اِس کے بعد۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' مسجدِ اقصیٰ''۔ میں نے کہا اِن دونوں کی تعمیر کے دوران کل کتنا وقفہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' چالیس سال''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا'' تمہیں جہاں نماز پڑھنا نصیب ہو، پڑھ لو، تمہارے لیے ساری زمین مسجد ہے''۔

نسائی شریف کی شرح میں امام السندی نے اِس حدیث کی وضاحت میں تحریر کیا ہے کہ:

لیس المراد بناء ابراهیم للمسجد الحرام وبناء سلیمان للمسجد الأقصٰی فان بینهما مدة طویلة بلا ریب بل المراد بناؤهما قبل هذین البنائین (۳)

''اس سے مراد مسجدِ حرام کی وہ تعمیر نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور نہ مسجدِ اقصیٰ کی وہ تعمیر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی، اِن تعمیرات کے درمیان تو بڑی طویل مدت ہے، بلکہ یہاں اِن تعمیرات سے قبل کی تعمیرات کا ذکر ہے''۔

گویا انسانی تاریخ کے ابتدائی دور میں ہی دونوں مساجد تعمیر کی گئیں اور اکثر اہلِ علم کی رائے ہے کہ یہ دونوں مساجد ابتداء میں حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمائیں۔ ارشادِ نبوی ہے:

بَعثَ اللّٰهُ جبْرِیْلَ علیه السلام اِلٰی آدَمَ وَحوَّاءَ ، فَقَالَ لَهُمَا : اِبْنِیَا لِیْ بِنَاءً، فَخطَّ لَهُمَا جِبْرِیْلُ علیه السلام ، فَجَعَلَ آدَمُ یَحْفِرُ وَحوَّاءُ تَنْقِلُ حَتّٰی اَجَابَهُ الْمَاءُ ، نُوْدِیَ مِنْ تَحْتِهٖ : حَسْبُکَ یَا آدَمُ فَلَمَّا بَنَیَاهُ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ اَنْ یَّطُوْفَ بِهٖ ، وَقِیْلَ لَهٗ : اَنْتَ اَوَّلُ النَّاسِ ، وَهٰذَا اَوَّلُ بَیْتٍ ، ثُمَّ تَنَاسَخَتِ الْقُرُوْنُ حَتّٰی حَجَّهٗ نُوْحٌ ، ثُمَّ تَنَاسَخَتِ الْقُرُوْنُ حَتّٰی رَفَعَ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنْهُ (۴)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا سلامٌ علیہا کی طرف بھیجا پھر اُن دونوں سے کہا کہ میرے لیے ایک عمارت بناؤ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُن کے لیے عمارت کی حدود کا نقش قائم کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام بنیادیں کھودنے لگے اور اماں حوا مٹی ہٹاتی رہیں یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ پکارا گیا کہ اے آدم! رک جاؤ۔ پھر جب اُن دونوں نے عمارت تعمیر مکمل کر لی تو اللہ نے اُنہیں طواف کرنے حکم دیا اور اُن سے کہا گیا کہ آپ پہلے انسان ہیں اور یہ پہلا گھر ہے (جو کہ لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا ہے)۔ پھر کئی نسلیں گزر گئیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے اُس گھر کا حج کیا۔ پھر کئی نسلیں گزر گئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس کی بنیادوں کو دوبارہ اٹھایا''۔

ابنِ ہشام نے اپنی کتاب ''التیجان'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف جائیں اور اُس کی بنیا در کھیں، تو اُنہوں نے جا کر اُس کو تعمیر کیا(۵)۔ قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر اِن دونوں مقامات اور اِن سے ملحق سرزمین کے تقدس کا ذکر کیا گیا۔ مسجدِ حرام یا بیت اللہ کی حرمت یوں بیان کی گئی:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (۶)

''اللہ نے بنا دیا ہے اِس کعبہ کو حرمت والا گھر اور لوگوں کی بقا کا ذریعہ''۔ بقول اقبال۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾ (۷)

''بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں (کی عبادت) کے لیے وہ یقیناً مکہ میں ہے برکت والا اور (وہ ذریعہ) ہدایت ہے تمام جہان والوں کے لیے۔ اِس میں بڑی واضح نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم (ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ) ہے اور جو کوئی بھی اِس (گھر) میں داخل ہو گیا وہ آ گیا امن میں اور اللہ کے لیے لوگوں پر (فرض) ہے اِس گھر کا حج کرنا جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اِس کی طرف راستہ (اختیار کرنے) کی اور جس کسی نے کفر (استطاعت کے باوجود حج نہیں) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہے''۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿﴾ (۸)

''اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنا لو اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں

اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو"۔

وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔـا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿﴾ (۹)

"اور جب ہم نے ابراہیمؑ کو آباد کیا خانہ کعبہ کے پاس (اور اُنہیں حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو صاف رکھنا"۔

مسجدِ اقصیٰ سے ملحق سرزمین کی برکتوں کا ذکر اِس طرح کیا گیا:

يٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِىۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَـنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿﴾ (۱۰)

"(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم کے لوگو! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین (فلسطین) میں کہ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ تم ہو جاؤ گے خسارہ پانے والوں میں سے"۔

وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ عَاصِفَةً تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖۤ اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىۡءٍ عٰلِمِيۡنَ ﴿﴾ (۱۱)

"اور ہم نے مسخر کردی تھی سلیمان علیہ السلام کے لیے تیز ہوا جو کہ چلتی تھی اُن کے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کہ جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے"۔

وَاَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا (۱۲)

"اور ہم نے وارث بنا دیا اُن (بنی اسرئیل) کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اُس سرزمین (فلسطین) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کی اُس عظیم سلطنت کی طرف اشارہ ہے جو ۱۰۲۰ ق م میں حضرت طالوت نے فلسطین اور اُس کے گرد و نواح میں قائم کی اور پھر وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں اپنے عروج کو پہنچی (۱۳)۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ (۱۴)

''اور ہم نے اُن (قومِ سبا) کے اور (فلسطین کی) اُن بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اور اُن میں آمد و رفت کا اندازہ مقرر کر دیا تھا''۔

اِس آیتِ مبارکہ کے لفظ ''القریٰ'' سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ برکت صرف فلسطین کی بستی میں نہیں رکھی گئی بلکہ اُن تمام بستیوں میں رکھی گئی ہے جو کہ اِس سرزمین سے ملحق تھیں۔

مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور اِن سے ملحق مقامات کی یہی اہمیت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِن دونوں مقامات کو دعوتِ توحید کا مرکز بنا دیا۔ جب اُن کی قوم اُن کی جان کی دشمن ہوئی تو اللہ نے اُنہیں بیت المقدس کی طرف ہجرت کروائی:

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعٰلَمِينَ (۱۵)

''اور ہم نے بچا لیا اُن (ابراہیم علیہ السلام) کو اور لوط علیہ السلام کو بھی ایک ایسی سرزمین (فلسطین) کی طرف کہ جس میں ہم نے برکت رکھی تھی تمام جہان والوں کے لیے''۔

اِس آیتِ مبارکہ میں وارد لفظ ''العالمین'' سے واضح ہوتا ہے کہ سرزمینِ فلسطین کی برکات تمام جہان والوں کے لیے ہیں۔ یہودیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ اِس سرزمین کی برکات صرف اُن ہی کے استفادے کے لیے ہیں۔ ہجرت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوتِ توحید کا ایک مرکز اِس سرزمین کو بنایا۔ اُن کے چھوٹے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مسکن یہی مقدس سرزمین تھی۔ اِسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مسجدِ حرام کے پاس شہر مکہ میں آباد فرمایا۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (۱۶)

''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو لا بسایا ایک ایسی بنجر وادی

میں جہاں کوئی کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس"۔

اِن مساجد کی ابتدائی تعمیر حوادثِ زمانہ کی وجہ سے منہدم ہوگئی۔ مسجدِ حرام کو اُس کی سابقہ بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ تعمیر کیا جن کا زمانہ ۲۰۰۰ ق م سے ۱۸۰۰ ق م کا ہے۔ [۱۷] ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ [۱۸]

"اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اللہ کے گھر کی اور اُن کے ساتھ اسماعیلؑ"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیاء کرام بشمول انبیائے بنی اسرائیل کا قبلہ مسجدِ حرام رہا، وہ اِس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے اور اِس ہی کا حج کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کو دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے (جن کا زمانہ ۹۶۱ ق م سے ۹۲۲ ق م کا ہے) [۱۹] نے تعمیر کیا اور اس کے بعد یہود نے اِس مسجد کو قبلہ بنا لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب مسجدِ حرام یا بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حج کی آواز لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ [۲۰]

"اور (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں میں حج کا اعلانِ عام کرو۔ وہ تیرے پاس آئیں گے پیدل اور دبلے اونٹوں پر اور ہر دُور کے راستے سے آئیں گے"۔

اِس آیت میں الناس کا ذکر ہے جس میں بنو اسرائیل اور اُن کے تمام انبیاء بھی شامل ہیں۔ اب اگر بنو اسرائیل کے آباؤاجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ ہی تھا تو اُن کے بعد آنے والی نسلوں کا قبلہ تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بنو اسرائیل اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین پر تھے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ تھا تو اُن کی اولاد یعنی بنو اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس کیسے ہوسکتا ہے؟ تورات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ بنو اسرائیل کا قبلہ خانہ کعبہ ہی تھا۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ اپنے

رسالہ ''ذبیح کون؟'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مسکن کو تمام ذریت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ قرار دیا۔ اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو عرب کے مشرق اور شمال میں آباد کیا اور اُن کا قبلہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مسکن کو قرار دیا۔ چناں چہ توریت سے ثابت ہے کہ اُن کو اُن کے تمام بھائیوں کے آگے بسایا۔ پیدائش ۲۵: ۱۸ میں ہے:

''اُس کی اولاد حویلہ سے شور تک مصر کے سامنے اُس راستہ پر ہے جس سے آسور کو جاتے ہیں، آباد تھی۔ یہ لوگ اپنے بھائیوں کے "سامنے" بسے ہوئے تھے''۔

"وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔ اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اُس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا"۔

"سب بھائیوں کے سامنے بسنے" کی جو تاویل ہم نے کی ہے اِس کے سوا اُس کی کوئی دوسری صحیح تاویل ممکن نہیں کیوں کہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد ما سوائے بنی اسماعیل علیہ السلام کے مشرق و شمال میں آباد ہوئی۔ پس حضرت اسماعیل علیہ السلام اُن سب کے سامنے اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب یہ مانا جائے کہ اُن کی بستی اُن سے قبلہ کے سمت میں تھی اور اِس کو مان لینا بہت اقرب ہے کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سب کا امام بنایا تھا اور اُن کے بعد امامت کے وارث حضرت اسماعیل علیہ السلام ہوئے۔ قرآن مجید نے بھی اِس معاملہ کی طرف بعض اشارات کیے ہیں:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۞ (البقرۃ: ۱۲۴-۱۲۵)

"اور جب کہ جانچا ابراہیم علیہ السلام کو اُس کے خداوند نے چند باتوں میں سے (ان باتوں میں سب سے اہم اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم تھا) پس ابراہیم علیہ السلام نے وہ پوری کر دکھائیں۔

فرمایا میں تم کو لوگوں کا امام بناؤں گا۔ پوچھا اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا میرا عہد ظالموں سے متعلق نہیں اور جب کہ ہم نے بنایا بیت اللہ کو لوگوں کا مرکز (یعنی مرجع جس کی طرف رخ کر سکیں) اور امن کی جگہ اور حکم دیا کہ بناؤ مسکن ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو"۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مسکن کو تمام ذریت ابراہیمؑ کی قربانیوں کا قبلہ قرار دینے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو عظیم الشان قربان گاہ وہیں تھی''۔ (۲۱)

مولانا فراہی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"تورات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کو شروع ہی سے یہ حکم ملا تھا کہ وہ اپنی بڑی قربانیوں کا قبلہ مکہ معظّمہ کی سمت کو قرار دیں۔ تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ قربانی کے لیے ضروری تھا کہ وہ معبد میں خداوند کے حضور پیش کی جائے۔ جس قربانی کا نام ان کے ہاں قدس الاقداس تھا، اُس کا رخ جنوب کی سمت ہونا ضروری تھا۔ اِسی طرح سالانہ قربانی جوان کے ہاں سب سے بڑی قربانی خیال کی جاتی تھی، اُس کا رخ بھی جانب جنوب ہوتا۔ یہود یا تو اُس معاملہ کے اصلی راز سے بے خبر تھے یا اُنہوں نے بالقصد اِس معاملہ کو کریدنا نہیں چاہا، بلکہ اپنی عادت کے مطابق چاہا کہ اِس پر پردہ ہی پڑا رہے:

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

حالاں کہ یہ بات پوری قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اُن کے خیمۂ عبادت کا رخ ابتدا سے جانب شمال تھا دیکھو (سفر خروج ۲۷:۹)

"مسکن کا گھر جنوب کی جانب برکت حاصل کرنے کے رخ پر بنایا جائے"۔

نیز اِس کتاب کے باب ۴۰ آیت ۲۱-۲۴ میں ہے:

"اور میز کو اِس پردہ کے بار مسکن کی شمالی سمت میں خیمۂ اجتماع کے اندر رکھا۔ اِس پر خداوند کے روبرو روٹی سجا کر رکھی۔ جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا۔ اور خیمۂ اجتماع کے

اندر ہی میز کے اندر ہی میز کے سامنے کی جنوبی سمت شمع دان کو رکھا"۔

ہمارے نزدیک اِس تمام ترتیب کا اصلی فلسفہ یہ ہے کہ جو شخص خداوند کے حضور آئے اِس کا رخ جانبِ جنوب یعنی مکہ معظّمہ اور ابراہیمی قربان گاہ کی طرف ہو۔ اِس کی مزید تائید اِس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خیمہ کے اندر مسکن مقدس بھی جنوب کی سمت میں تھا اور مذبح اِس کے سامنے دروازہ کی طرف تھا، اِس لیے جو شخص وہ قربانی پیش کرتا جس کو قدس الاقداس کہتے ہیں وہ مذبح کے شمال جانب کھڑا ہوتا تا کہ اُس کا رخ مسکن ربانی کی طرف ہو سکے، جس کے معنی یہ تھے کہ اُس کا رخ لازماً خانہ کعبہ کی طرف ہوتا جس کے پاس ہی مروہ ہے اور جسے اولین قربان گاہ ہونے کی عزت حاصل ہے اور جس کے پاس ہی مسکنِ اسماعیل بھی ہے"۔ (۲۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (جن کا دور ۱۴۴۰ ق م کا ہے) (۲۳) اللہ نے حکم دیا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (۲۴)

"اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی کی طرف۔وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ رُخ کرو اور قائم کرو نماز"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں وہ قبلہ کون سا تھا جس کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا؟ بلاشبہ وہ مسجد حرام ہی تھا۔امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کا قول نقل کیا ہے کہ:

"وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً کے حکم میں قبلہ سے مراد 'کعبۃ' ہے"۔ (۲۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور ہی میں اللہ نے بنی اسرائیل کو خوش خبری دی کہ اگر وہ بیت المقدس میں آباد عمالقہ نامی قوم کے خلاف قتال کریں تو اللہ اُن کو فتح دے گا:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿﴾ (۲۶)

"(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم کے لوگو! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین

(فلسطین) میں کہ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ تم ہو جاؤ گے خسارہ پانے والوں میں سے''۔

قوم نے اِس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور قتال کرنے سے صاف انکار کر دیا:

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴿﴾ (۲۷)

''(وہ بولے کہ اے موسیٰ!) تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی قوم کی بزدلی پر ناراض ہو کر فریاد کی:

رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿﴾ (۲۸)

''اے میرے رب! بے شک میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا، تو ہم میں اور اِس نافرمان قوم میں جدائی کر دے''۔

اللہ نے جواب میں فرمایا:

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿﴾ (۲۹)

''اللہ نے فرمایا کہ وہ سرزمین اُن پر چالیس برس تک کے لیے حرام کر دی گئی، بھٹکتے پھریں گے زمین میں، پھر اِن نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرنا''۔

۴۰ سال تک صحرا میں بھٹکنے کے دوران ایک نئی نسل صحرا میں پل کر جوان ہوئی۔ اِس نسل پر فرعون کی غلامی کے اثرات نہیں تھے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

صحرا میں پرورش پانے والی اِس نسل نے اُس وقت کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کی قیادت میں جہاد کیا اور ارضِ مقدس پر فتح حاصل کی۔ یہ فتح عارضی ثابت ہوئی اور کچھ ہی عرصہ بعد محکوم قوم یعنی عمالقہ دوبارہ غالب آ گئی اور اُس نے اسرائیلیوں کو ارضِ مقدس سے نکال باہر کیا۔ اِس کے بعد حضرت طالوت کی قیادت میں بنی اسرائیل دوبارہ منظم ہوئے اور ۱۰۲۰ ق م میں اُنہوں نے ارضِ مقدس پر فتح حاصل کر کے مستحکم حکومت قائم کی (۳۰)

۲۰ سال حضرت طالوت خلیفہ رہے (۳۱)، پھر ۴۰ سال حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت رہی (۳۲) اور اِس کے بعد ۴۰ سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام خلیفہ رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (جن کا زمانہ ۹۶۱ ق م سے ۹۲۲ ق م کا ہے) ارضِ مقدس میں ایک مسجد بنائی جسے ہیکلِ سلیمانی کہا جاتا ہے (۳۳)۔ ارشاداتِ نبوی ہیں:

اِنَّ دَاوٗدَ ابْتَداَ بِبِنَاءِ الْبَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنِّىْ لَاَقْضِىْ بِنَائَهٗ عَلٰى يَدِ سُلَيْمَانَ (۳۴)

''حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کے لیے بنیادیں رکھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی کہ میں مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مکمل کرواؤں گا''۔

اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ لَمَّا بَنٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثَةً: سَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُّصَادِفُ حُكْمَهٗ فَاُوْتِيَهٗ وَسَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِهٖ فَاُوْتِيَهٗ وَسَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ اَنْ لَّا يَاْتِيَهٗ اَحَدٌ لَّا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ فِيْهِ اَنْ يُّخْرِجَهٗ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (۳۵)

''حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام نے جب بیت المقدس کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی۔ اُنہوں نے اللہ سے ایسا فیصلہ کرنے کی توفیق مانگی جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو۔ پس اُن کی دعا پوری کی گئی۔ اُنہوں نے اللہ سے ایسی حکومت کا سوال کیا جو اُن کے بعد کسی اور کو عطا نہ ہو۔ پس اُن کا سوال پورا کیا گیا۔ جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جب بھی کوئی شخص اِس مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے آئے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو کر نکلے جیسے کہ اُس کی ماں نے اُسے جنا ہو''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنو اسرائیل کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی اور اُن کی ریاست دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ شمالی ریاست اسرائیل کہلائی جسے ۷۰۰ ق م میں آشوریوں نے تباہ کر دیا (۳۶) اور جنوبی ریاست یہودا کہلائی جس پر ۵۸۷ ق م میں بابل کے حکمران بخت نصر نے حملہ کیا (۳۷)۔ اُس نے بیت المقدس کے شہر کی اینٹ سے اینٹ

بجا دی، تمام مال ومتاع اور ہیکل کی تمام اشیاء کو لوٹ لیا، ہزار ہا انسانوں کو قتل کیا، اور ایک لاکھ سے زائد کو قیدی بنا کر بابل لے گیا (۳۸)۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ط وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿﴾ (۳۹)

''اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے اپنے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلط کر دیے! اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا''۔

حضرت عزیر علیہ السلام جو اُس وقت کے نبی تھے، شہر سے باہر تھے۔ اُنہوں نے واپس آ کر اُجڑے ہوئے شہر کو دیکھا تو حیران ہوئے کہ جس شہر کے بارے میں مستقبل کی پیشین گوئیاں اُن کے علم میں ہیں، یہ شہر دوبارہ کیسے آباد ہو گا؟ ارشاد ہوا:

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ج قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ ط يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ج وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ لا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿﴾ (۴۰)

''یا اُس شخص کی طرح جس کا گزر ہوا ایک ایسی بستی پر جو گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ اُس نے کہا کہ اللہ اِس بستی کو مرنے (یعنی تباہ ہونے) کے بعد کیسے زندہ (یعنی آباد) کرے گا۔ تو اللہ نے اُسے موت دے دی سو برس تک کے لیے پھر اُسے زندہ کیا۔ پوچھا تم کتنا عرصہ رہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اُس سے بھی کم۔ فرمایا (اللہ نے) بلکہ تم سو برس رہے ہو۔ پس دیکھو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو وہ خراب تک نہیں ہوئیں اور دیکھو اپنے گدھے کو (جو مرا پڑا ہے) اور ہم تمہیں تمام لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنا دیں گے اور دیکھو (گدھے کی) ہڈیوں کو کہ ہم اُن کو کیسے جوڑ دیتے ہیں اور اُن پر گوشت

پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اُن کے مشاہدے میں آئے تو وہ بول اٹھے میں جان گیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے‘‘۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے ۱۰۰ سال کا یہ تجربہ پورا کیا اور دوسری طرف ایران کے بادشاہ ذوالقرنین نے بابل پر حملہ کر کے اسرائیلیوں کو آزاد کرا دیا [۴۱]۔ اب اُن کے قافلے دوبارہ بیت المقدس آنا شروع ہوئے اور حضرت عزیر علیہ السلام کی تجدیدی مساعی کے ذریعہ اُن میں پھر سے ایمان اور یقین کی شمعیں روشن ہوئیں اور سیرت و کردار کی اصلاح ہوئی۔ کچھ عرصہ یونانیوں کے ساتھ اسرائیلیوں کی معرکہ آرائی رہی اور آخر کار وہ ۱۶۵ ق م میں دوبارہ ایک عظیم سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے جس کا نام تھا مکابی سلطنت [۴۲]۔ اب اُنہوں نے دوبارہ ہیکلِ سلیمانی کے نام سے ایک مسجد تعمیر کر لی۔ اللہ نے اِس کا ذکر یوں فرمایا:

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿﴾ [۴۳]

’’پھر ہم نے دوسری بار تم کو اُن پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہیں کر دیا کثیر افرادی قوت والا‘‘۔

حضرت مریم سلام علیہا کی پرورش اِسی ہیکلِ سلیمانی میں ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش بھی یہی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ یہ مقام عیسائیوں کے لیے بھی تقدس کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جب بعثت ہوئی تو اسرائیلیوں یعنی یہودیوں نے اُن پر دو بہتان لگائے۔ پہلا یہ کہ وہ بغیر والد کے پیدا نہیں ہوئے بلکہ معاذ اللہ ولد الزنا ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن کے پیش کردہ معجزات دراصل جادو ہیں۔ جادو کرنا ارتداد ہے اور شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرتد قرار دے کر مصلوب کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ نے اُن کو آسمان پر اٹھا لیا۔ ارشاد ہوا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿﴾ ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ؕ [۴۴]

’’اور اُنہوں نے اُن (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا اور نہ اُنہیں صلیب پر لٹکایا بلکہ اُن کے لیے

یہ معاملہ مشکوک کر دیا گیا اور جو لوگ اِس معاملہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارے میں شک میں ہیں۔ اُن کے پاس کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے اور اُنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو اپنی طرف اٹھالیا"۔

اب یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار اور اُن پر بہتان طرازی کی سزا اِس طرح ملی کہ رومی جرنیل ٹائٹس نے ۷۰ء میں بیت المقدس پر حملہ کر کے ایک بار پھر ہیکل کو شہید کر دیا۔ ایک لاکھ تینتیس ہزار یہودی مار دیے اور بقیہ کو بیت المقدس سے نکال کر اُن کے شہرِ مقدس میں داخلہ پر پابندی لگادی [۴۵]۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر اِس طرح ہوا:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ [۴۶]

"اگر تم نیکی کرو گے تو اپنے ہی لیے کرو گے اور اگر برے اعمال کرو گے تو (اُن کا) وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے (وعدے) کا وقت آیا (تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے) تا کہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (ہیکل) میں داخل ہو گئے تھے اُسی طرح پھر اُس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں"۔

یہ یہودیوں کا دورِ انتشار کہلاتا ہے جس میں یہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل جانے پر مجبور ہو گئے۔

۳۱۳ء میں رومن ایمپائر نے بحیثیت مجموعی عیسائی مذہب قبول کر لیا [۴۷]۔ اب اُنہوں نے بیت المقدس کے مشرقی حصے میں جہاں حضرت مریم سلامٌ علیہا نے سکونت اختیار کی تھی اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر لیں۔

۶۱۰ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظہورِ نبوت ہوا اور ۱۰ سال بعد یعنی ۶۲۰ء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفرِ معراج کے دوران مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سفر کیا [۴۸]:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱﴾ [۴۹]

''وہ (اللہ) پاک ہے جو لے گیا ایک ہی رات میں اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اُس (بندے) کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سب سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے''۔

معراج کے معنی ہوتے ہیں عروج حاصل کرنا۔ آپ ﷺ کے لیے اصل معراج تو تھا آسمانوں کی طرف جانا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنا لیکن اِس سے قبل آپ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی اور دو رکعات نماز میں اُن کی امامت کی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

وَقَدْ رَاَیْتُنِی فِی جَمَاعَةٍ مِّنَ الْأَنْبِیَاءِ، فَإِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّی، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ کَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةَ، وَإِذَا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَائِمٌ یُّصَلِّی اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهاً عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِنِ الثَّقَفِیُّ، وَإِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّی اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِی نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَاَمَمْتُهُمْ (۵۰)

''میں نے اپنے آپ کو (شب معراج) انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے اندر پایا۔ میں نے دفعتاً دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا موسیٰ علیہ السلام ایک مرد ہیں متوسط قد کے کسی قدر دبلے، گول بدن والے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ کے ایک مرد ہیں۔ پھر میری نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑی جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُن سے بہت ملتے جلتے ہیں عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے اچانک ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا جن سے تمہارے یہ دوست (یعنی خود نبی اکرم ﷺ) بہت مشابہ ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا اور میں نے اُن سب کی امامت کی''۔

اِس سارے عمل کی حکمت یہ حقیقت واضح کرنا تھی کہ مسجدِ حرام کے ساتھ ساتھ اب مسجدِ اقصیٰ کے متولی بھی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

ابتداء میں مسلمانوں کی آزمائش کے لیے مسجد اقصیٰ کو قبلہ کا درجہ دیا گیا تھا۔ اِس کا حکم

قرآنِ حکیم میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحیِ خفی کے ذریعہ یہ حکم نبی اکرم ﷺ کو دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجدِ حرام سے شدید قلبی محبت تھی۔ مکی دور میں تو مسلمان نماز میں اِس طرح رُخ کرتے کہ مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ دونوں سامنے ہوتے۔ اِسے استقبالِ قبلتین کہا جاتا ہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک آزمائش آ گئی۔ مدینہ کے شمال میں مسجدِ اقصیٰ اور جنوب میں مسجدِ حرام ہے۔ اب اگر مسجدِ اقصیٰ کی طرف رُخ کیا جائے تو مسجدِ حرام کی طرف پشت ہو جاتی ہے۔ اِس سے مقصود صحابہ کرامؓ کا امتحان لینا تھا کہ آیا وہ مسجدِ حرام سے اپنی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے مسجدِ حرام کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیتے ہیں [۵۱]۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِی كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ [۵۲]

''اور ہم نے نہیں مقرر کیا وہ قبلہ جس پر کہ (اے نبیؐ) آپ تھے مگر اِس لیے تا کہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون ہے جو رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اُس کے برعکس جو اپنی ایڑھیوں کے بل رُخ پھیر لیتا ہے اور یقیناً وہ بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہیں اللہ نے ہدایت دی''۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان اچھی طرح سے ہو گیا تو ہجرت کے ۱۶ ماہ بعد ۶۲۴ء میں تحویلِ قبلہ کا حکم اِن الفاظ کے ساتھ وارد ہوا [۵۳]:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ [۵۴]

''(اے نبی ﷺ) ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے چہرے کا بار بار اُٹھنا آسمان کی طرف۔ پس ہم پھیرے دیتے ہیں آپ کے چہرے کو اُس قبلہ کی طرف کہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں، تو پھیر لیجیے اپنے چہرے (رخ) کو مسجدِ حرام کی طرف اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اُس (مسجدِ حرام) کی طرف''۔

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے پانچ سال بعد ۶۳۷ء میں مسلمانوں نے بیت

المقدس فتح کر لیا (۵۵)۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ عیسائیوں نے پُر امن طور پر ایک معاہدے کے ذریعہ بیت المقدس مسلمانوں کے حوالے کیا۔ اِس سے قبل مسلمانوں نے کئی روز سے اِس شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا لیکن وہ شہر کو فتح کرنے سے قاصر تھے۔ عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ ہماری کتابوں میں اُس بادشاہ کے تمام اوصاف درج ہیں جس کے ہاتھوں یہ شہر فتح ہوگا۔ ہم تم میں ایسا بادشاہ نہیں پاتے۔ مسلمانوں نے یہ اوصاف دریافت کیے۔ اوصاف جاننے کے بعد کہا کہ یہ تو ہمارے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوصاف ہیں۔ قرآنِ مجید میں اِس بات کا ذکر یوں ہے:

ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (۵۶)

''اُن (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی مثال تورات میں ہے اور اُن کی مثال انجیل میں ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر بیت المقدس آنے کی دعوت دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ آئے اور عیسائیوں نے ایک معاہدے کے تحت یہ شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ معاہدہ کرتے وقت عیسائیوں نے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کو اِس شہر میں داخلے کی اجازت نہ دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ ہمارا دین اِس کی اجازت نہیں دیتا۔ البتہ معاہدے میں یہ طے ہوا کہ یہودی اِس علاقہ میں آباد نہ ہو سکیں گے یعنی یہاں کوئی رہائشی، صنعتی یا زرعی اراضی یا عمارت نہیں خرید سکیں گے (۵۷)۔ مسلمانوں کے تمام ادوارِ حکومت میں یہودیوں نے اِس پابندی کو ختم کرانے کی کوشش کی اور بعض مواقع پر بھاری مالی امداد کی

مسجد اقصیٰ کے قدیم حصے کا داخلی دروازہ، جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اُس جگہ تعمیر کیا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

بھی پیشکش کی لیکن کوئی مسلمان حکمران اِس پر تیار نہ ہوا۔

دورِ بنو اُمیہ میں اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے ۶۸۵ء میں اُس چٹان پر ایک گنبد کی تعمیر کا آغاز کیا جس پر سے نبی اکرم ﷺ شبِ معراج، آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اِس گنبد کی تعمیر ۶۹۱ء میں مکمل ہوئی اور یہ ''قبۃ الصخراء'' کے نام سے مشہور ہوا(۵۸)۔ بعد ازاں اِس گنبد کے جنوب مشرق میں اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی۔ یہ تعمیر ۷۰۹ء تا ۷۱۴ء جاری رہی(۵۹)۔ بعد کے ادوار میں بھی مسلمان سلاطین قبۃ الصخراء اور مسجد اقصیٰ میں مختلف تعمیراتی کام کراتے رہے۔ یہودی قبۃ الصخراء کی تصاویر کے نیچے مسجد اقصیٰ لکھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ جب وہ مسجد اقصیٰ کو شہید کریں تو لوگوں کو میڈیا پر قبۃ الصخراء کی تصاویر دکھا کر مطمئن کیا جائے کہ مسجد جوں کی توں سلامت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ایک ہزار سال مکمل ہونے پر یورپ کے عیسائیوں میں مذہبی رہنماؤں نے بہت جوش وخروش پیدا کیا اور اُنہیں حضرت عیسیٰؑ کی جائے پیدائش یعنی بیت المقدس کو مسلمانوں سے آزاد کرانے کے لیے جنگ پر آمادہ کیا۔ یہ پہلی صلیبی جنگ تھی جس کے لیے زور وشور سے تیاری شروع ہوگئی اور اِس کے نتیجہ میں ۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھین لیا(۶۰)۔ اِس شہرِ مقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ۸۸ برس تک رہا۔ ۱۱۸۷ء میں مسلمانوں نے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں بیت المقدس دوبارہ حاصل کیا(۶۱)۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانیہ نے سازش کے ذریعہ عربوں اور ترکوں کو آپس میں لڑا کر بیت المقدس سے ترکوں کو بے دخل کر دیا۔ پھر مشرق وسطیٰ کو کئی عرب ممالک میں تقسیم کر کے اپنی اجارہ داری قائم کر دی۔ ۱۹۱۷ء میں برطانوی وزیر خارجہ بالفور نے ''اعلانِ بالفور'' کے ذریعہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دی(۶۲)۔ یہودیوں نے فلسطینیوں سے منہ مانگے داموں جائیدادیں خریدیں اور جنہوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کرنے سے انکار کیا اُنہیں برطانوی حکومت کے تعاون سے زبردستی بے

دخل کر دیا گیا۔ دستاویزات کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ فلاں جائیداد دو ہزار سال قبل ہمارے فلاں بزرگ کے نام تھی جس پر آج کوئی فلسطینی قابض ہے۔ برطانوی حکومت نے اس طرح کے دعوے قبول کیے اور یوں یہودی فلسطین میں آباد ہوتے چلے گئے۔ یہ دھاندلی مسلسل جاری رہی۔ یہودیوں کو باہر سے لاکر فلسطین میں آباد کیا جاتا رہا جبکہ اُنہیں اٹھارہ سو برس قبل یہاں سے نکال دیا گیا تھا اور بالآخر برطانیہ اور امریکا کی ملی بھگت سے ۱۹۴۸ء میں فلسطین کے ۵۶ فیصد علاقے پر قبضہ کر کے ایک یہودی ریاست اسرائیل کے نام سے قائم کردی گئی (۶۳)۔ یہودیوں کو جب برطانیہ کے زیرِ سرپرستی فلسطین میں ناجائز طور پر آباد کیا جارہا تھا تو اس پر اقبال نے کہا تھا:

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

اسرائیل کے اِس طرح قیام کو کوئی بھی باضمیر انسان نہ جائز قرار دے گا اور نہ ہی تسلیم کرے گا۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے اسرائیل کو مغربی دنیا کا ناجائز بچہ قرار دیا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جب قیامِ اسرائیل کے منصوبہ کو پیش کیا جارہا تھا، بانیٔ پاکستان نے رائٹر نیوز ایجنسی کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

"فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی وضاحت اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ نے کردی ہے۔ مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ تقسیم (فلسطین) کا منصوبہ مسترد کردیا جائے گا ورنہ ایک خوف ناک چپقلش کا شروع ہونا ناگزیر اور لازمی امر ہے۔ یہ چپقلش صرف عربوں اور منصوبہ تقسیم نافذ کرنے والوں کے درمیان نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا اِس فیصلہ کے خلاف عملی بغاوت کرے گی کیوں کہ ایسے فیصلے (اسرائیل کے قیام) کی حمایت نہ تاریخی اعتبار سے کی جاسکتی ہے اور نہ ہی سیاسی اور اخلاقی طور پر۔ ایسے حالات میں پاکستان کے پاس اِس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرے اور خواہ مخواہ کے اشتعال اور دست درازیوں کو روکنے کے لیے جو کچھ اُس کے بس میں ہے پورے جوش وخروش اور طاقت سے بروئے کار لائے"۔

یہاں تک کہ یہود کے خالصتاً مذہبی عناصر بھی اسرائیل کے اِس طرح سے قیام کو جائز نہیں سمجھتے۔ معروف یہودی اسکالر ڈاکٹر ایلمر بلجر نے اپنے مقالے ''کیا اسرائیل بائبل کی پیشین گوئیوں کی تکمیل ہے'' میں لکھا ہے کہ:

''یہ ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ کوئی پکا مذہبی یہودی یہ نہیں مانتا کہ موجودہ اسرائیلی ریاست اُس طریقہ عمل سے وجود میں آئی ہے جو بائبل کے احکام سے ذرا بھر بھی مطابقت رکھتا ہو''۔ [۶۴]

جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران اسرائیل نے بیت المقدس سمیت فلسطین کے مزید ۲۲ فیصد علاقہ پر قبضہ کرلیا[۶۵]۔ بیت المقدس پر اُن کے قبضہ کو ۴۵ برس ہو چکے ہیں۔ یہودیوں کے صبر کا پیانہ لبریز ہو رہا ہے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے تیسری بار اپنا ہیکل تعمیر کرسکیں۔ اِسی لیے اب مسجد اقصیٰ کے گرد زور وشور سے کھدائی کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ عیسائی اِس معاملہ میں یہودیوں کی پوری طرح سے پشت پناہی اِس لیے کر رہے ہیں کہ اُنہیں یہودیوں نے مسلسل پروپیگنڈے کے ذریعہ یہ بات سمجھا دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے لیے ضروری ہے کہ اِس سے قبل بیت المقدس میں ایک اسرائیلی ریاست قائم ہو جائے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اِس حوالے سے مل کر یہ منصوبہ بندی کی تھی کہ ۲۰۰۷ء میں مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے سے قبل اُن تمام مسلمان ملکوں کے خلاف فیصلہ کن کاروائی کی جائے جن سے اِس ناپاک یہودی منصوبہ کو کوئی خطرہ ہے۔ لہٰذا ۲۰۰۱ء میں پاکستان اور افغانستان کو تباہ کرنے کا منصوبہ تھا۔ پاکستان تو ایک U-Turn لے کر فوری تباہی سے بچ گیا لیکن افغانستان میں اسلامی حکومت کو تہس نہس کر دیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں عراق پر حملہ کر کے اُس کا بھرکس نکال دیا گیا۔ ۲۰۰۵ء میں ایران کے خلاف اقدام کا منصوبہ تھا لیکن عراق وافغانستان میں غیر معمولی مزاحمت نے اِس منصوبہ کو ناکام بنا دیا۔ بہر حال اب بھی یہودی لابی امریکا کی قیادت پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ ایران کے خلاف بھی اقدام کر دیا جائے۔

اِس پورے معاملہ میں پاکستان اور افغانستان کی جو عرب کے مشرق میں واقع

ہیں، خصوصی اہمیت ہے۔حدیثِ مبارکہ ہے:

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِيْ سُلْطَانَهٗ (٦٦)

''مشرق سے فوجیں نکلیں گی جو مہدی کی حکومت قائم کرنے کے لیے منزل پر منزل مارتی چلی آئیں گی''۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرق کے کسی علاقے میں پہلے ہی اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہوگی۔ایک اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ علاقہ خراسان کا ہوگا:

تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُوْدٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُنْصَبَ بِإِيْلِيَاءَ (٦٧)

''خراسان کی جانب سے علم چلیں گے، ان کو کوئی روک نہ سکے گا جب تک کہ وہ ایلیاء میں جا کر نصب نہ ہو جائیں''۔

ایلیاء، بیت المقدس کا ایک دوسرا نام ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں خراسان اُس علاقے کا نام تھا جس میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور افغانستان کا بڑا حصہ شامل ہے۔ گویا یہی علاقہ ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہوگی۔اِس خطہ میں طالبان کی اسلامی حکومت کا قائم ہونا، دیگر جہادی سرگرمیاں اور پھر پاکستان کا ایٹمی قوت بن جانا اسرائیل کے لیے باعث تشویش ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو امریکا میں پیشکش کی گئی تھی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لے تو پاکستان کو ناقابلِ تصور مالی امداد دی جائے گی۔اُنہوں نے اِس کے جواب میں کہا تھا: "Our souls are not for sale" (٦٨)۔ ١٩٦٧ء میں بن گوریان نے پیرس میں کہا تھا کہ ہمیں عرب ممالک سے نہیں صرف پاکستان سے خطرہ ہے۔ پچھلے دنوں جب پرویز مشرف صاحب نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کی تو بھارت میں متعین اسرائیلی سفیر کے اعلیٰ کونسل مشیر لیوی رائٹس نے کہا کہ ''اگر صدر پرویز مشرف اسرائیل کو تسلیم کروالیں تو اسرائیل پاکستان کے لیے وہ کچھ کر سکتا ہے جس کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں ہے''۔

آج جب کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت کے لیے کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے ہمیں اپنی غیرتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی حکومت کو اسرائیل کے اِس ناپاک عزم کے

خلاف فیصلہ کن موقف اختیار کرنے پر مجبور کرنا چاہیے۔ بعض دانش ور یہ گمراہی پھیلا رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کی مسلمانوں کے لیے کوئی خاص اہمیت نہیں لیکن مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ اِس گمراہ کن تصور کی نفی کے لیے کافی ہیں:

وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا (۶۹)

''تین مساجد کے علاوہ کسی جگہ کا (ثواب کی نیت سے) قصد کر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، مسجدِ حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اِس مسجد (یعنی مسجد نبوی) کا''۔

مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ شَكَّ عَبْدُاللّٰهِ (۷۰)

''جس نے بھی مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام کے لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی''۔ عبداللہ کو شک گزرا کہ آپ ﷺ نے اِن دونوں میں سے کون سے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ (۷۱)

''جس نے چار مساجد میں نماز پڑھی اُس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

امام السندی نے اِس حدیث کی وضاحت میں تحریر کیا ہے کہ:

فی المساجد الأربعة لعل المراد بها مسجد مكة والمدينة ومسجد قباء والمسجد الأقصٰی (۷۲)

''چار مساجد سے مراد ہے مکہ اور مدینہ کی مساجد، مسجدِ قبا اور مسجدِ اقصیٰ''۔

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَيْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلَاةً وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُجْمَعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ (۷۳)

''ایک شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے اجر کے برابر ہے اور اپنے محلے کی مسجد

میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سونمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے اجر کے برابر ہے"۔

آج کیفیت یہ ہے کہ:

مسجد اقصیٰ روتی ہے اُمتِ مسلمہ سوتی ہے

کاش ہمارا کوئی حکمران پھر سے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت اختیار کر کے میدان میں آئے اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت کی خدمت بجا لا کر عظیم سعادتوں سے سرفراز ہو جائے۔ آمین

حولہ جات وحواشی:

(۱) آلِ عمران ۳:۹۶

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سلیمان نِعْمَ الْعَبْدُ......

(۳) شرح سنن النسائی للسندی، کتاب المساجد، باب ذکر ای مسجد وضع اول

(۴) دلائل النبوۃ للبیهقی، باب ما جاء فی بناء الکعبة

(۵) التیجان فی ملوك حمیر لعبد الملك بن هشام، فی المقدمة

(۶) المائدۃ ۵:۹۷

(۷) آل عمران ۳:۹۶-۹۷

(۸) البقرة ۲:۱۲۵

(۹) الحج ۲۲:۲۶

(۱۰) المائدۃ ۵:۲۱

(۱۱) الانبیاء ۲۱:۸۱

(۱۲) الاعراف ۷:۱۳۷

(۱۳) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء، "Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۱۴) سبا ۳٤:۱۸

(۱۵) الانبیاء ۲۱:۷۱

(۱٦) ابراهيم ١٤:٣٧

(۱۷) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Abraham"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۱۸) البقرة ۲:۱۲۷

(۱۹) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء، "Solomon"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۲۰) الحج ۲۲:۲۷

(۲۱) فراہی، حمید الدین، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۵، ص ۳٦

(۲۲) فراہی، حمید الدین، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۵، ص ۳۵

(۲۳) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Moses"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۲۴) یونس ١٠:٨٧

(۲۵) تفسير الطبرى (١٥/ ١٧٤) عن ابن عباس: (واجعلوا بيوتكم قبلة)، يعنى الكعبة

(۲٦) المائدة ٥:٢١

(۲۷) المائدة ٥:٢٤

(۲۸) المائدة ٥:٢٥

(۲۹) المائدة ٥:٢٦

(۳۰) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،

۲۰۰۸ء،"Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۱) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء،"Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۲) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء،"David (king)"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۳) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء،"Solomon"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۴) فتح الباری لابن حجر، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالیٰ و اتخذ الله ابراهیم خلیلا

(۳۵) سنن النسائی، کتاب المساجد، باب فضل المسجد الاقصی و الصلاة فیه

(۳۶) برقی معلومات، ۱۸/ جون ۲۰۱۲ء، "Migrations of the Lost Tribes of Israel"، بذریعہ انٹرنیٹ، بوسیلہ http://www.orange-street-church.org/text/lost-tribe-migration.htm

(۳۷) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء، "Nebuchadnezzar II"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۸) سیوہاروی، حفظ الرحمان، ''قصص القرآن''، ج ۳، پروگریسو بکس ۴۰-بی، اردو بازار لاہور، سن اشاعت درج نہیں، ص ۹۹

(۳۹) بنی اسرائیل ۱۷: ۴-۵

(۴۰) البقرة ۲: ۲۵۹

(۴۱) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)،
۲۰۰۸ء، "Cyrus the Great"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۴۲) مودودی، ابو الاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنجد ہم، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۶۰۰

(۴۳) بنی اسرائیل ۱۷:۶

(۴۴) النساء ٤:۱٥۷-۱٥۸

(۴۵) مودودی، ابوالاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنجد ہم، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۶۰۲

(۴۶) بنی اسرائیل ۱۷:۷

(۴۷) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲) Encyclopedia Britanica'' (2012)، "Roman religion"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۴۸) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲) Encyclopedia Britanica'' (2012)، "Muhammad"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۴۹) بنی اسرائیل ۱۷:۱

(۵۰) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح ابن مریم و المسیح الدجال

(۵۱) شفیع، مفتی محمد، ''تفسیر معارف القرآن''، جلد اول، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۹۶ء، ص ۳۷۴

(۵۲) البقرۃ ۲:۱٤۳

(۵۳) طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، ''تاریخ طبری (اردو ترجمہ)''، جلد دوم، دارالاشاعت، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۴

(۵۴) البقرۃ ۲:۱٤٤

(۵۵) گل، موشے (Gil, Moshe)، ۱۹۹۷ء، "A History of Palestine"، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، UK، ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۵۶) الفتح ٤۸:۲۹

(۵۷) گل، موشے (Gil, Moshe)، ۱۹۹۷ء، "A History of Palestine"، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، UK، ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۵۸) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲) Encyclopedia Britanica'' (2012)، "Dome of the Rock"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۵۹) شاہین، مریم؛ آزر، جارج (Azar, George)، ۲۰۰۵ء، "Palestine: a

"guide"، انٹرلنک بکس، ص ۳۱۴

(۶۰) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Crusades"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۶۱) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، "Saladin"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA، ۲۰۰۸ء

(۶۲) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Balfour Declaration"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۶۳) برقی معلومات، ۱۸/جون ۲۰۱۲ء، "History of Palestine and Palestinians"، بذریعہ انٹرنیٹ، بوسیلہ http://stop30billion.org/history.html

(۶۴) برقی معلومات، ۱۸/جون ۲۰۱۲ء، "Israel: Fulfillment of Biblical Prophecy"، بذریعہ انٹرنیٹ، بوسیلہ

http://www.radioislam.org/historia/zionism/elmer_isrlbibl.html

(۶۵) برقی معلومات، ۱۸/جون ۲۰۱۲ء، "History of Palestine and Palestinians"، بذریعہ انٹرنیٹ، بوسیلہ http://stop30billion.org/history.html

(۶۶) سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب خروج المهدى

(۶۷) سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ما جاء فى النهى عن سب الرياح

(۶۸) جان، عابد اللہ (Jan, Abidullah)، ۲۰۰۵ء، "The Mushrraf Factor"، پریگمیٹک پبلشنگ، کینیڈا، ص ۱۹۵

(۶۹) صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب فضل الصلاة فى مسجد مكة و المدينة

(۷۰) سنن ابى داود، كتاب المناسك، باب فى المواقيت

(۷۱) سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب ثواب من توضأ كما امر

(۷۲) شرح سنن النسائى للسندى، كتاب الطهارة، باب ثواب من توضأ كما امر

(۷۳) سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء فى الصلاة فى المسجد الجامع

کتابیات:

(۱) جان، عابداللہ (Jan, Abidullah)، ۲۰۰۵ء، "The Mushrraf Factor"، پریگمیٹک پبلشنگ، کینڈا، ص ۱۹۵

(۲) سیوہاروی، حفظ الرحمان، سن اشاعت درج نہیں، ''قصص القرآن''، پروگریسو بکس ۴۰ - بی، اردو بازار، لاہور

(۳) شاہین، مریم؛ آزر، جارج (Azar, George)، ۲۰۰۵ء، "Palestine: a guide"، انٹرلنک بکس، ص ۳۱۴

(۴) شفیع، مفتی محمد، ''تفسیر معارف القرآن''، جلد اول، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۹۶ء، ص ۳۷۴

(۵) طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، ''تاریخ طبری (اردو ترجمہ)''، جلد دوم، دارالاشاعت، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۴

(۶) گل، موشے (Gil, Moshe)، ۱۹۹۷ء، "A History of Palestine"، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، UK، ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۷) فراہی، حمید الدین، ۱۹۷۵ء، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

(۸) مودودی، ابوالاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنجم ہم، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۶۰۲

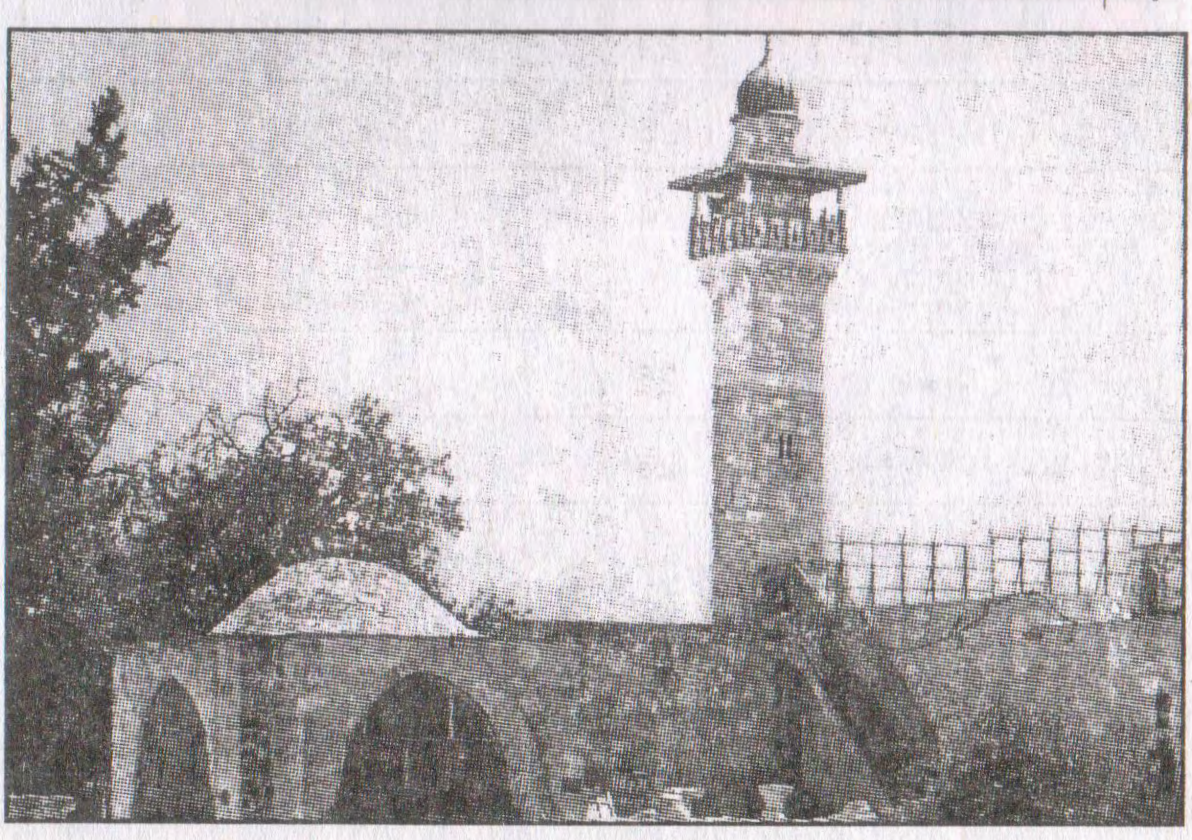

مسجد اقصیٰ: باب المغاربہ کا مینار، اس مینار پر چڑھ کر اذان دی جاتی تھی۔

مؤلف کی دیگر کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	موضوع	نمبر شمار	موضوع
1	چہرے کا پردہ	14	حقیقتِ نفاق
2	سود کی حرمت اور خباثتیں	15	انفاق فی سبیل اللہ
3	اہم دینی موضوعات	16	توہین ناموس رسالت
4	نکات منتخب نصاب، حصہ اول	17	حقیقت صبر
5	نکات منتخب نصاب، حصہ دوم	18	قرآن حکیم ہم سے کیا چاہتا ہے؟
6	نکات منتخب نصاب، حصہ سوم	19	قواعد تجوید
7	نکات منتخب نصاب، حصہ چہارم	20	نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق اور اس کے تقاضے
8	نکات منتخب نصاب، حصہ پنجم	21	فلسفہ وحکمت قربانی
9	نکات منتخب نصاب، حصہ ششم	22	حقیقت واقسام شرک
10	عربی گرامر برائے قرآن فہمی	23	تمباکو کا استعمال اسلامی تناظر میں
11	خواتین کی عظمت اور حقوق قرآن وحدیث کی روشنی میں	24	علم وحکمت کے موتی سورۂ یوسف کی روشنی میں
12	مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت	25	ترجمۂ برائے تدریس قرآن حکیم
13	جہاد فی سبیل اللہ	26	خلاصۂ مضامین قرآن حکیم (پارہ 1 تا 30)

مندرجہ بالا کتب انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے مکتبے پر دستیاب ہیں۔

تصویر میں نظر آنے والی چار دیواری کے اندر تمام جگہ مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے، جو بھی اس کے احاطے میں داخل ہونے کی سعادت پالے اور اس کے اندر جہاں بھی نماز پڑھے خواہ کسی درخت کے نیچے یا اس کے اندر تعمیر شدہ متعدد گنبدوں میں سے کسی گنبد تلے یا کسی بارہ دری میں، امید ہے ثواب کا سینکڑوں گنا بڑھ جانا اس کے حق میں قبول ہو جائے گا۔

"گنبد صخرہ" ایک نہایت خوبصورت ہشت کونہ عمارت ہے، اس عمارت پر ایک عظیم الشان سنہری گنبد پورے احاطے میں سب سے نمایاں نظر آتا ہے۔ صخرہ عربی میں ایک بڑے پتھر یا چٹان کو کہا جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے ایک قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ معراج کے سفر کے لیے آسمان کی جانب بڑھے تھے۔ اس پورے مقدس احاطے میں یہ چٹان سب سے بلند نقطہ ہے، بعد میں اس جگہ گنبد نما عمارت بنادی گئی، آج کل گنبد صخرہ کا یہ ہال مسجد اقصیٰ میں نماز کے لیے آنے والی خواتین کے لیے خاص کر دیا گیا ہے۔